Courtesy www.pdfbooksfree.pk

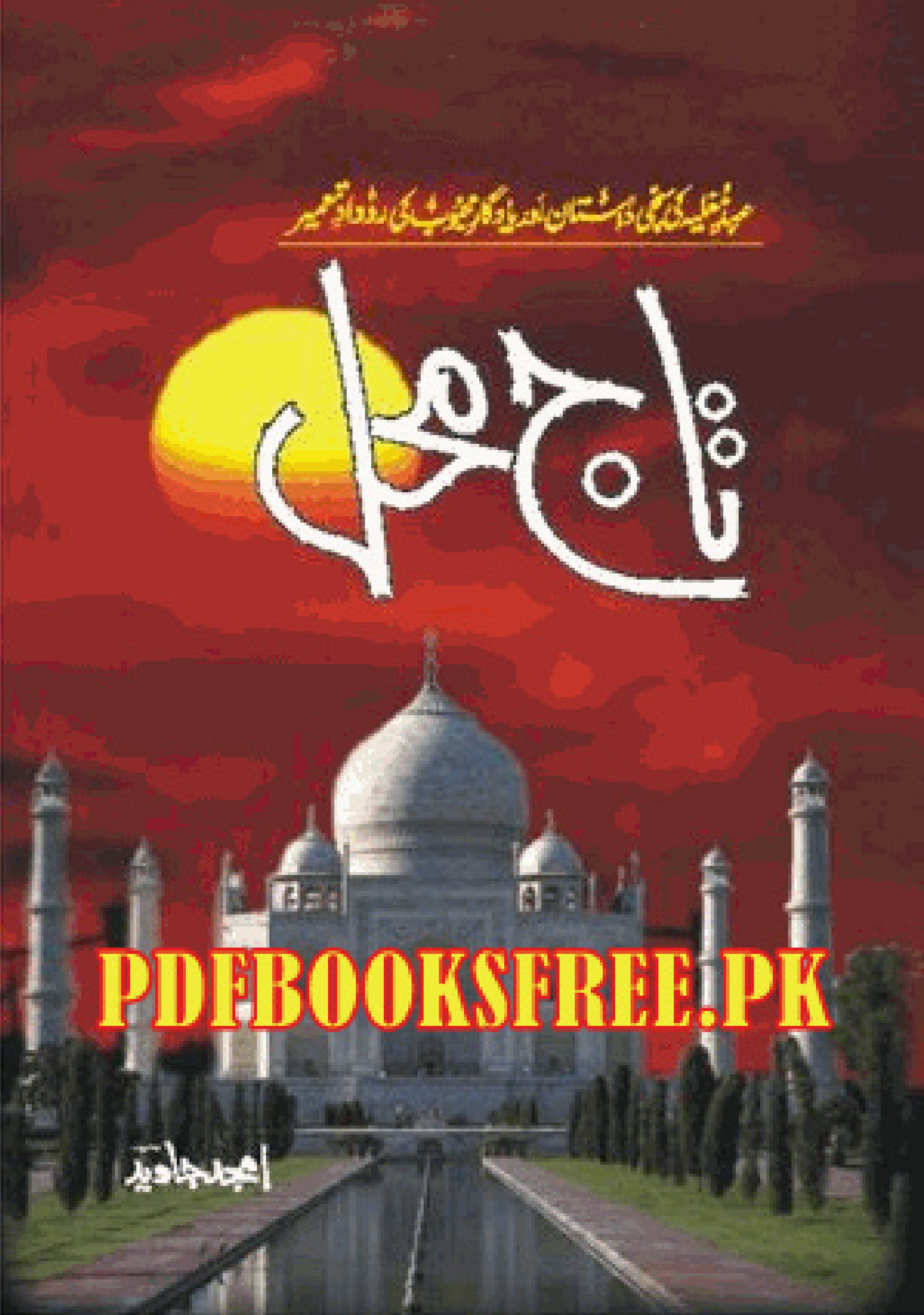

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اک شہنشاہ نے بنوا کے حسین تاج محل
ساری دنیا کو محبّت کی نشانی دی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

افسانۂ ممتاز کا عنوان

تاریخِ برصغیر میں عہدِ مغلیہ نہایت رنگین و سنگین رہا ہے۔ صدیاں گذر جانے کے باوجود اس رنگین و سنگین عہد کی داستانیں متحیر کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اسی زمانے میں جہاں حسن و عشق کی داستانوں نے جنم لیا وہاں پُر جلال و عالی شان عمارات بھی وجود میں آئیں۔ برصغیر پر آلِ تیمور لنگ کی فرمانروائی کا آغاز اگرچہ شہنشاہ بابر سے ہوتا ہے لیکن شہنشاہ شاہجہاں کا زمانہ عہدِ زرّیں کہلاتا ہے۔ اسی دور میں نہ صرف ایک لازوال داستانِ عشق نے جنم لیا بلکہ تاج محل جیسی اعلیٰ و بے مثل عمارت بھی منصۂ شہود پر آئی۔

تاج محل۔! افسانہ و حقیقت کا دلکش امتزاج، انسانی کاوشوں کا سحر انگیز اظہار، حسّاس دل اور تخلیقی اذہان کا تراشا ہوا عظیم شاہکار، کمالِ تعمیر کے باعث عجائباتِ عالم میں شمار اور عشق و محبت کی علامت بن جانے والی اس عمارت میں شہنشاہ شاہجہاں کا ممتاز محل سے عشق کا منفرد احساس ہمک رہا ہے۔ خوبصورتی کے لیے بے ریا خلوص درکار ہوتا ہے اور تاج محل کی خوبصورتی میں عشق و محبت کی پر خلوص سحر انگیزیاں گھلی ہوئی ہیں۔

شہنشاہ شاہجہاں بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہونے کے باوجود طبعاً ایک مہندس بادشاہ تھا۔ اسے سنگ مرمر بے حد پسند تھا۔ اس کے عہد میں بنائی جانے والی عمارتوں میں سنگ مرمر کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اسی لیے اسے ''سنگِ مرمر کا دور'' کہا جاتا ہے۔ تاج محل نہ صرف شاہجہاں کے عشق و محبت کا سنگِ مرمر میں جمالیاتی حسن کا اظہار ہے بلکہ اس کے ذوق و شوق کا حسین عکس بھی ہے۔ افلاطون نے کہا ہے کہ قدرت کی تخمین ہمیشہ ہندسی ہوتی ہے۔ تاج محل بھی ہندسی کا شاہکارِ عظیم ہے۔ معمارِ تاج محل ہندسی تخمین پر عبور رکھتا تھا۔

معمارِ تاج محل، نادرالعصر، استاد احمد لاہوری کا نام بھی اس عمارت کے ساتھ زندہ رہے گا۔

تاج محل محض ایک بے مثل عمارت، عجائباتِ عالم میں شمار اور عشق و محبت کی حسین یادگار ہی نہیں بلکہ تخلیق کاروں کے لیے بھرپور وجدان کا مسلسل استعارہ بھی ہے۔ چونکہ اس کی وجۂ تعمیر میں شاہجہاں اور ممتاز محل کے بے ریا و پر خلوص عشق کی داستان پنہاں ہے۔ یہ داستان، جب بھی سنائی جائے گی، محبت و عشق کی خوشبو کے باعث ہمیشہ روشن رہے گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر ٹیگور بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ تاج محل وقت کے رخسار پر آنسو کا دمکتا ہوا موتی ہے تو رسل یہ کہنے پر مجبور ہے کہ سنگِ مرمر کا حسین خواب ہے...... تخیل و تصور کی نزاکت کا عروج ...... محبت و سپردگی کی آہِ سرد ہے۔ ڈاکٹر آر۔ ناتھ کے بقول تاج محل ایک نظم ہے جو شاہجہاں کے غمِ محبت کے سیلاب میں ڈوب کر سنگِ مرمر میں جذب ہو گئی۔ یہی نہیں، ہر دور کا شاعر، ادیب اور تخلیق کار اس سے متاثر ہوا ہے۔ خود شاہجہاں، تاج محل کی تکمیل پر اس کا جادوئی حسن دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔ شعری تخلیقات میں تاج محل پر پہلی نظم خود اس نے کہی تھی۔

یہ مصور کا تخیئل اور خوابِ مرمریں
رُوح میں ہوتا ہے جس کو دیکھ کر ہیجان دیکھ
دیکھ اس کے فرش پر ہیں عرش کتنے جلوہ گر
دیکھ اک افسانہ ممتاز کا عنوان دیکھ

(سیماب اکبر آبادی)

تاریخی حقائق کی پیشکش میں جہاں فکشن کے امتزاج سے حد درجہ دلچسپی پیدا ہوئی، وہاں مخصوص افکار و نظریات کے پرچار کی راہیں بھی کھل گئیں۔ واقعات اور کرداروں کے ریشمی کپڑے میں مسخ شدہ حقیقت میں لتھڑے ہوئے مخصوص افکار و نظریات کو پیش کرنے کی روش کوئی خوشگوار تاثر نہیں رکھتی بلکہ دانستہ اور نادانستہ پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کی بنیاد بن جاتی ہے۔ جیسے موجودہ عہد کے ہندو دانشور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہدِ حکومت اور اس کی اصلاحات کو قیام پاکستان کی بنیاد تصور کرتے ہیں۔ جبکہ قیام پاکستان میں عہدِ عالمگیری بنیاد نہیں بلکہ ایک اہم سنگِ میل ہے۔ اسی طرح تاج محل کی تاریخی حیثیت میں سیاسی رنگ بازی اور تعصب کا جنون۔ لہٰذا وقت کی اہم ترین ضرورت یہی ہے کہ تاریخ و تہذیب کی بے جا تراش خراش اور نام نہاد مؤرخین کی تحقیق کو از سرِ نو پرکھا جائے۔

انہی وجوہات کی بناء پر میں نے "تاج محل" کی صورت میں تاریخی حقائق پیش کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔

امجد جاوید
18۔ رانا ٹاؤن
حاصل پور۔ (بہاول پور)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بساط بچھی ہوئی تھی اور مہرے اس انتظار میں تھے کہ چال چلی جائے۔ وہ دونوں کھلاڑی آمنے سامنے جم کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی نگاہیں بچھی ہوئی بساط پر ایستادہ مہروں پر تھیں۔ وہ دونوں ہی نوعمر تھے۔ نوعمری کی من پسندی دلچسپیوں میں بلا کی شدت ہوا کرتی ہے، سو چال چلنے کے ساتھ ہی گھمسان کا رن پڑنے والا تھا۔ یہ دنیا بھی تو ایک بساط کی مانند ہے اور یہاں پر بسنے والے کسی انسان کی حیثیت مہرے جیسی ہوتی ہے۔ کوئی کھلاڑی ہوتا ہے اور کوئی محض تماشائی۔ مات اور کامیابی کی اس کشمکش میں بعض اوقات مہرے بھی علم نہیں رکھتے کہ وہ کس کی چال کی زد میں ہیں۔ کتاب قسمت میں کس کے لیے کیا لکھا ہے کسی کو پتہ نہیں ہوتا لیکن ہر کوئی کامیابی کی نوید کے لیے اس جہان کارزار میں اپنی پوری صلاحیتوں سے جوہر دکھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اب اسے کامیابی ملتی ہے یا ناکامی، یہ بھی اس کا نصیب ہے...... وہ دونوں نوعمر کھلاڑی بھی اپنی اپنی قسمت میں زمین و آسمان جیسا فرق رکھتے تھے، ایک منظورِ نظر شہزادہ اور دوسرا خدمت گار خاص۔

صبح کا پہلا پہر ڈھل چکا تھا۔ وہ دونوں آگرہ میں شہزادے کے محل میں موجود کمرہ خاص میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دریائے جمنا کی طرف سے آنے والی ہوا میں خوشگواریت گھلی ہوئی تھی۔ نرم ہوا کے جھونکے، حریری پردوں سے اٹکھیلیاں کرتے ہوئے لطافت کا بھرپور احساس دے رہے تھے۔ بیش قیمت ایرانی قالین، مرصع نشستیں، عود و عنبر کی سحر انگیز مہک، منقش ساز و سامان، شیشہ گری و فن نقش و نگاری کی نفاست سے مزین در و دیوار، طلائی ظروف کے علاوہ شاہی وقار و جلال اور ہندوستان پر حکومت کرنے کا زعم اس ماحول میں رچا بسا ہوا تھا۔ رضا نامی وہ خدمت گار خاص، محض اس لیے شہزادے کا قرب رکھتا تھا کہ وہ بچپن ہی سے اس کا ہم نشین تھا۔ ایک ایسا زندہ کھلونا جو شہزادے کو عنائیت کر دیا گیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شعوری تقاضوں کی وجہ سے دلچسپیوں کی نوعیت بدل گئی تھی۔ رضا ہی اس کا شریک راز اور جانثار قرار پایا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس ماحول میں رچا بسا ہوا تھا۔ رضا نامی وہ خدمت گار خاص، محض اس لیے شہزادے کا قرب رکھتا تھا کہ وہ بچپن ہی سے اس کا ہم نشین تھا۔ ایک ایسا زندہ کھلونا جو شہزادے کو عنائیت کر دیا گیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شعوری تقاضوں کی وجہ سے دلچسپیوں کی نوعیت بدل گئی تھی۔ رضا ہی اس کا شریک راز اور جانثار قرار پایا تھا۔

اور وہ شہزادہ! شہزادہ خرم کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ لیکن اب وہ شہزادہ ولی عہد سلطنت جیسی حیثیت اختیار کر کے شہنشاہ ہندوستان ابو المظفر نور الدین جہانگیر کی سلطنت کا وارث ہونے کا اہل قرار پایا تھا۔ جبکہ اس وقت اس کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔

مرصع و منعقش مسند پر بیٹھے ہوئے شہزادہ خرم اور خدمت گار رضا، دونوں ہی خاموش تھے۔ درمیان میں بچھی ہوئی بساط پر دھرے مہرے چال کے لیے منتظر تھے مگر دونوں میں سے کسی نے بھی ان مہروں کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ کتنا سارا وقت یونہی گذر گیا۔ تبھی رضا نے بے چینی سے شہزادہ خرم کے چہرے کی طرف دیکھا، جہاں الجھنوں کے سائے پھیلے ہوئے تھے۔ وہ چند لمحوں تک مضطرب رہا اور پھر انتہائی ادب سے بولا۔

”شہزادہ معظم! کھیل کی شروعات کیجئے، چال چلیئے۔“

اس پر شہزادہ خرم نے یوں سر اٹھایا کہ جیسے کسی گہرے خیال سے چونک گیا ہو۔ اس نے رضا کی طرف اچٹتی نگاہ سے دیکھا اور پھر لمحوں میں خود پر قابو پا لیا۔ اس کے چہرے پر سے گہری سنجیدگی کا غلاف اتر گیا اور وہاں پر نرم اور دھیمی مسکراہٹ در آئی تھی۔ وہ قدرے پیچھے کی طرف ہٹا اور اکتاہٹ سے بولا۔

”آج کھیل میں دل نہیں لگے گا۔“ یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو رکا اور پھر بولا، ”آؤ باتیں کرتے ہیں۔“

”شہزادہ معظم! کوئی پریشانی ہے کیا؟“ رضا نے سرسراتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”نہیں۔!“ وہ سختی سے تردید کرتے ہوئے بولا ”بس یونہی آوارہ سوچوں نے میری توجہ کو منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔“

”بتایئے تو سہی کہ وہ کیسی آوارہ سوچیں ہیں، جنہوں نے آپ جیسے مضبوط

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعصاب شہزادے کی توجہ میں اضطراب پیدا کر دیا ہے۔'' رضا نے کسی غیر متوقع خطرے کا احساس کرتے ہوئے تشویش سے پوچھا۔

شہزادہ یوں خاموش رہا جیسے وہ اپنے خیالوں میں آباد دنیا میں پہنچ گیا ہو۔ رضا گہری نظروں سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ سوال کے جواب میں خاموشی پا کر وہ پھر بولا۔ '' کیا سلطنت کے امور ہیں؟''

'' نہیں۔'' شہزادے نے چونکتے ہوئے تیزی سے کہا۔ پھر رضا کی طرف نرم انداز میں دیکھتے ہوئے بولا۔ '' آج رات شاہی مینا بازار منعقد ہو گا اور مجھے وہاں آنے کی دعوت خاص دی گئی ہے۔'' خرم نے بکھرے ہوئے لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ رضا مسکرا دیا اور لطافت بھرے لہجے میں بولا۔

'' شہزادہ معظم! اس میں ایسی پریشانی کی بات کیا ہے جس نے آپ کی توجہ منتشر کر کے رکھ دی ہے۔ کیا آپ پہلے شاہی مینا بازار میں نہیں گئے۔؟''

'' میری حیثیت اور میرا مرتبہ بڑھ گیا ہے۔ اس بار مجھے ایک شہزادے کے طور پر نہیں، متوقع ولی عہد سلطنت کی حیثیت سے مدعو کیا گیا ہے۔ مجھے بھی اپنے باپ شہنشاہ ہند کی طرح شاہی وقار کے ساتھ خلعت فاخرہ پہن کر جانا ہو گا۔ شاہی مینا بازار میں بے شمار نگاہیں مجھے اپنے حصار میں لینے کے لیے منتظر ہوں گی۔ ان میں پہلی نگاہ تو میرے باپ کی ہو گی جو مملکت ہندوستان کا بادشاہ ہے۔ پھر وہ عمائدین سلطنت جن کے سامنے میں ایک مثال کی مانند ہوں۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے میرے تینوں بھائیوں میں سے اس عظیم الشان سلطنت کا وارث ہونے کا اہل قرار دیا ہے۔ مجھے اس قابل سمجھا گیا ہے کہ میں حاکمیت اور طاقت کا عصائے شاہی تھام سکتا ہوں۔''

'' یہ تو حقیقت ہے کہ شہزادہ معظم کہ شہزادہ خسرو کی بغاوت کے باعث شہنشاہ ہند نے آپ کو مجلس نیابت کا سربراہ مقرر کر کے آپ کی صلاحیتوں پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ ایسا اعتماد عالی شان شہزادوں پر ہی کیا جاتا ہے۔ مگر میں اب تک یہ سمجھ نہیں پایا کہ اس سے آپ کی توجہ کیوں منتشر ہو رہی ہے؟'' رضا ہنوز متجسس تھا۔ اس کے لہجے میں سے پریشانی